علم النفسیات کا ایک افادی پہلو

خواب، ضبط، زندگی اور حرکت

از

لیفٹیننٹ کرنل جناب خواجہ عبدالرشید صاحب

Transference of Emotion. یعنی نقل جوش سے متعلق ہم گذشتہ مقالات میں عرض کر چکے ہیں کہ اس سے ہماری زندگی میں کیا کیا نقائص پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی بتا چکے ہیں کہ اس حجاب کا انحصار احساسِ کمتری پر ہے۔ ہمیں تاریخ میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ دور کیوں جائیے۔ اکبرِ اعظم کا ہی دورِ حکومت دیکھئے۔ بدایونی نے جو کچھ فیضی اور ابوالفضل کے متعلق اپنی منتخب التواریخ میں لکھا ہے اس سے تاریخ داں اصحاب بے خبر نہیں ہیں۔ اور پھر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اِس نقل جوش کی محض یہی وجہ تھی کہ بدایونی کو فیضی اور ابوالفضل کے بڑھتے منصب پر رشک ہونے لگا۔ اور یہ رشک حسد کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ اور بدایونی احساسِ کمتری میں اس طرح گرفتار ہوگئے کہ سوائے اِس کے کہ منتخب التواریخ کے صفحات پر دل کھول کر ایک پرآشوب بخار کا اظہار کرتے اور چارہ ہی نہ تھا۔ یہ غبار نمودار ہوا اور دنیا اس وقت تک اس کی شاہد ہے۔

دورِ اکبری اور دیگر شاہانِ مغلیہ کے وقتوں میں ایسی مثالیں بہت ملتی ہیں۔ اولیا اللہ اور علمار کا بے دریغ قلع قمع، دوستوں اور رشتہ داروں کا بے جا قتل، اگر اظہارِ احساسِ کمتری نہیں

---

[1] سلسلہ کے لئے دیکھئے برہان نومبر ۴۶ء

تو اور کیا ہے؟ مذہب تو ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتا! طبیعتوں میں نہ تو ایمان و یقین تھا اور نہ ہی سکون و اطمینان۔ ہر فرد منصب کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ جو کچھ بھی کسی کے راستے میں حائل ہوتا وہ اُسے اکھاڑ پھینکنے کی تاک میں لگا رہتا۔

مختصر یہ کہ اس دنیا میں کون و فساد کی بنیاد ہی نقلِ جوش ہوا کرتی ہے خواہ وہ کسی رنگ میں ہو اور یہی وجہ فتنۂ اعتزال کی تھی۔ بات کیا تھی؟ ایک منوانا چاہتا تھا دوسرا ماننے کو تیار نہ تھا، جبر و اختیار سے دونوں ہی ناواقف تھے، یا یوں کہہ لیجئے دونوں آشنا تھے مگر ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ دوسرا فریق غلط راستے پر چلا جا رہا ہے۔ مسئلہ خلقِ قرآن میں دونوں درست تھے۔ اسلامی اصولِ اعتدال کسی نے بھی اختیار نہ کیا۔ حکومت ایک فریق کے ساتھ تھی وہ دوسرے پر چڑھ گیا، اگر دونوں نے خاموشی اختیار کر لی ہوتی تو بات کچھ بھی نہ بنتی!!

گذشتہ زمانے میں جب یہ اختلافات شروع ہوئے تو عوام میں یہ باتیں ابھی شعور کی سطح پر تھیں جہاں سے انھیں بخوبی نکالا جا سکتا تھا مگر اب یہ تاثرات تحت الشعور کی گہری وادیوں میں پہنچ کر قیام کر چکے ہیں جہاں سے نکالنا انھیں کوئی آسان کام نہیں اس وقت ہم انھیں باقاعدہ حجاب کی شکل میں دیکھتے ہیں۔

غرضکہ یہ نقلِ جوش زندگی کے ہر پہلو میں نمایاں ہے۔ اب اگر ہم نفسیاتی دنیا کے افادی پہلو کا جائزہ لیں تو دو چیزیں ہمیں بخوبی نظر آتی ہیں جن پر ہم قابو پا کر زندگی کو سہل بنا سکتے ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) احساسِ کمتری Inferiority Complex.

(۲) نقلِ جوش Transference of Emotion.

ہم نے علمی دنیا میں ان دونوں حقیقتوں کا کسی قدر جائزہ لے لیا ہے۔ اب ہم اس حقیقت کا جائزہ ذرا تفصیل کے ساتھ خوابی دنیا میں بھی لینا چاہتے ہیں۔ خوابی دنیا میں ہم خیالی دنیا کو بھی شامل

سمجھتے ہیں جسے آئندہ واضح کیا جائے گا۔ انسان نصف سے زائد عمر سو کر اور سوچ کر گذار دیتا ہے تو کیا پھر یہ نصف حصہ انسان کی عمر کا ضائع ہو جاتا ہے؟ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس نصف عمر میں انسانی زندگی کا افادی پہلو کس طرح جدوجہد جاری رکھتا ہے اور یہ عملی دنیا کے ساتھ کس طرح وابستہ ہے۔ ہم خوابوں کی تعبیر کے علم میں پڑنا نہیں چاہتے محض اس بات کی وضاحت کریں گے کہ خواب وخیال کا اثر عملی زندگی پر کیسے، اور عملی زندگی کا خواب وخیال پر کس طرح ہوتا ہے۔ خوابوں کی تعبیر کا علم کوئی مستقل علم نہیں ہے جس کو اس وقت تک علمی حیثیت سے ترتیب دیا گیا ہو۔ البتہ یہ ایک خاص قسم کا ملکہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ عطا کر دے۔ اشاری تعبیرات (Symbolical Interpretations.) جدید نفسیات کی ایجاد ہیں۔ البتہ جدید نفسیات میں ان کی نوعیت ایک حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ ہم اس سے متعلق آئندہ صفحات میں انشاء اللہ تعالیٰ بالتفصیل کچھ عرض کریں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عملی دنیا میں احساسِ کمتری انسان کے اندر ایک ایسا نصب العین (Ideal.) قائم کر دیتا ہے جو اس کی پہنچ سے بہت بالاتر ہوتا ہے۔ یہ بھی قطعی امر ہے کہ ہر شخص ایک نصب العین رکھتا ہے مگر ہر ایک کا نصب العین ناممکن الحصول نہیں ہوتا۔ اکثر یہ نصب العین انسان کی پہنچ کے اندر ہوتا ہے اور اس کی استعداد کے مطابق ہوتا ہے۔ اگرچہ حالات کے مطابق اس میں ترمیم ہوتی رہتی ہے اور نصب العین کا افادی پہلو بھی یہی ہے کہ اس میں بتدریج ترقی ہوتی رہے۔ اگر نصب العین میں ترقی کی گنجائش نہیں اور اور وہ ایک جگہ پر قائم ہے یا وہ بجائے ترقی کے پیچھے کی طرف ہٹتا ہے تو یقیناً ایسا نصب العین احساسِ کمتری پر زندہ ہے۔

ہم نصب العین کو دو حصوں یا درجوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) فوری نصب العین Immediate Ideal.

(۲) آخری نصب العین Ultimate Ideal.

آخری نصب العین پر انسان فوری نصب العین ہی کے توسط سے پہنچتا ہے۔ اور اگر انسان کا فوری نصب العین موجود نہ ہو تو وہ نصب العین ناممکن الحصول ہوگا اور اس کی بنیاد احساس کمتری پر ہوگی۔ اگر ایک سرباز کا آخری نصب العین سرہنگ بننا ہی تو اس کے نصب العین کو سرداری اور سرگردگی کی راہ اختیار کرنا پڑے گی اگر درمیانی منازل مفقود ہیں تو یہ نصب العین ناممکن الحصول ہے اور خلاف عقل۔ چنانچہ معمولی حالات کے اندر انسان کا نصب العین اس کی استعداد اور دسترس کے مطابق ہوگا۔ ان حالات کے اندر ایک اوسط درجہ کے دماغ کا آدمی اپنا نصب العین بخوبی حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس کی دسترس سے باہر نہ ہو۔ احساسِ کمتری کی وجہ سے جس قدر بھی نصب العین قائم ہوتے ہیں وہ انسان کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں اور اپنی خواہشات کو وہ اکیلا بیٹھ کر خیالی پلاؤ پکا کر پورا کرتا ہے۔ دن میں خواب دیکھنا (Day Dreaming) نفسیات میں اس فعل کو (.Wish Fulfilment) یعنی خواہشات کا پورا ہونا کہا جاتا ہے۔

ہم نے ابھی عرض کیا ہے کہ انسان اکیلا بیٹھکر خیالی پلاؤ پکاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حجابات کی بنا پر ایجو (Ego) یعنی اَنَا اپنے گرد وپیش سے علیحدگی اختیار کر لیتی ہے اور اس نئے ماحول کے مطابق وہ اپنے آپ کو ڈھال لیتی ہے۔ جب انا علیحدگی اختیار کر لیتی ہے تو یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس پر سے تمام حجابات دور ہو جاتے ہیں۔

ہماری نگاہ میں صوفیائے کرام کے چلّے اور مراقبے بھی اسی اصول پر قائم ہیں مگر یہ حالت فقط خیالی و خوابی دنیا ہی میں حاصل ہوتی ہے۔ اُس عالم تنہائی میں اَنَا اپنے گرد وپیش پر چھا جاتی ہے اور فقط یہاں ہی اُس کے لئے یہ ممکن ہے کہ اپنا وقار قائم رکھ سکے۔ یہ علیحدگی اگر بیداری کے وقت اختیار کر لی جائے تو اس کو ہم نفسیاتی زبان میں (.Day Dreaming) یا خیالی پلاؤ کہیں گے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا اس حالت میں بھی انسانی حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور جس رنگ میں بھی وہ اپنے آپ کو

دیکھنا چاہتا ہے وہ دیکھ لیگا۔ یعنی جو کچھ وہ ہے ویسا نہیں، بلکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے کہ ہو، اسی رنگ میں دیکھے گا لیکن جب وہ پھر عملی دنیا میں واپس لوٹتا ہے تو اس کے حجابات بدستور اسی طرح قائم ہوجاتے ہیں اور پھر جب یہ خواب کی سی غنودگی دور ہوتی ہے تو وہ ایک مدہوش انسان کی طرح اپنی خیالی دنیا میں پھر محو ہوجاتا ہے

اگر ایک دلپسند خواب دیکھتے دیکھتے آنکھ کھل جائے تو انسان پھر سونے کی کوشش کرتا ہے کہ شاید وہ منظر پھر سامنے آجائے! ایسے فعل کا تکرار بے عملی کا پیش خیمہ ہے کیونکہ وہ اپنا نصب العین دن بھر میں کئی مرتبہ بناتا اور توڑتا ہے۔ اسی طرح وہ انسان جس کا نصب العین بہت بلند ہوتا ہو اور جو براہ راست اس تک پہنچنا چاہتا ہے تو وہ اسے عملی دنیا میں حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ ہروقت اس سے متعلق سوچتا رہتا ہے، اسے سوتے ہیں بھی اپنے خیالات سے آزادی حاصل نہیں ہوتی طرح طرح کے خیالات مختلف شکلوں میں خواب میں آتے ہیں، گویا ناممکن الحصول چیزیں خواب وخیال میں ممکن الحصول بن جاتی ہیں۔

اس صدی میں اول اول شرنر (Scherner) اور فرائڈ (Freud) نے خوابوں کے متعلق نظریئے قائم کئے۔ ایڈلر (Adler) نے بھی ایک مستقل نظریہ قائم کیا۔ ہم ان میں سے اکثر کے نظریوں پر آئندہ صفحات میں جستہ جستہ تنقید کریں گے اور جو جوبات ہمارے موضوع کے مطابق ہوگی اس کی تفصیل بھی کردیں گے۔ ہم نے ابھی لکھا تھا کہ ہماری نگاہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم کوئی مستقل علم نہیں جس کو ایک علم کی حیثیت سے ترتیب دیا گیا ہو، اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ پہلو ہی مفقود تھا بلکہ ہمیں مختلف زمانوں میں مختلف زبانوں کے اندر اس سے متعلق دلچسپ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ کلدانیوں، مصریوں، ہندوؤں، یونانیوں، اور مسلمانوں نے خوابوں کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام نظریوں کو اکٹھا کرکے کسی ایک رائے پر پہنچا جائے جو وقت کے مطابق ہو یعنی موجودہ نظریوں سے مطابقت کرے۔ آسمانی صحائف، مثلاً انجیل، تلمود اور قرآن میں

متعدد جگہ خوابوں کا ذکر ہے۔ تمام الہامی خواب نہیں، تاہم ان میں تعبیر سے انجام کا پتہ دیا گیا ہے اس طرح تعبیر کا علم پیدا ہو سکتا ہے۔

فرائڈ کا نظریہ تعبیر اگرچہ اشاری (Symbolical) ہے تاہم اس میں جنسی عنصر یعنی (Sexual Element) اس قدر ہے کہ اس نظریہ کو قبول نہیں کیا جا سکتا اور اکثر حالتوں میں تو ہم نے اسے غلط بھی پایا ہے۔ البتہ اس کا طریقۂ تحلیل خواب جو ہے اس کی ترکیب بعض حالات میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔ خوابوں کی ترتیب اور ساخت (Arrangement & Structure) کے متعلق فرائڈ کے نظریے کا دارومدار جنسی خواہشات پر ہے۔ مختصراً یہ کہ اگر خوابوں کی ترتیب اور ساخت میں افراط و تفریط ہے تو جنسی خواہشات جو بچپن میں اثر پذیر ہو چکی ہیں ان کی تکمیل نہیں ہوئی ہوتی۔ ایڈلر (Adler) اور ینگ (Jung) کو اس سے اتفاق نہیں۔ اگرچہ الہامی خواب کے وہ بھی قائل نہیں۔ بہرحال ان دونوں نظریوں کے مطابق خوابوں کی تعبیر کو اشاری ضرور ہونا چاہئے مگر اس میں جنسی عنصر کو دخل نہیں ہونا چاہئے۔ ہم آئندہ صفحات میں اشاری تعبیر کی ایک مثال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے دیں گے تاکہ یہ امر واضح ہو جائے۔

الہامی خواب (Prophetic Dream) سے یہ مراد ہے کہ خواب کو تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی جس طرح کہ خواب دیکھا جائے وہ بعینہٖ اسی طرح واقعہ ہو جاتا ہے۔ ایڈلر ایسے خوابوں سے اتفاق نہیں رکھتا بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ اکثر خواب انسان کی مخفی قوتوں کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں جن کا انحصار مختلف حجابات اور تاثرات پر ہوتا ہے ہمیں اس حد تک اس سے اتفاق ہے مگر جہاں تک الہامی خوابوں کا تعلق ہے ہم اُن سے متفق نہیں ہیں ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ ماہرین نفسیات الہامی خوابوں سے کس طرح انکار کرتے ہیں۔ ہماری نگاہ میں انسانی زندگی کا طور و طریقہ تمامتر اس قسم کا ہے کہ کہ اس سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان کو مستقبل کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں یا حاصل

ہوسکتی ہیں۔ جب انسانی سیرت یعنی حرکات و سکنات کو سمجھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور اس کے مستقبل کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جاسکتی ہیں تو پھر خوابوں کے ذریعہ ایسے الہام کیوں بعید از عقل معلوم ہوں؟ ہمارے افعال و حرکات اس نوعیت کے ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں مستقبل کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہے۔ زندگی کے شکوک و شبہات (Doubts.) کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم مستقبل کو بھانپ کر اپنا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم فیصلوں کو بھی اسی لئے ملتوی کردیتے ہیں کہ ہمیں مستقبل کے متعلق غیر شعوری طور پر معلومات ہوتی ہیں اور ہم ایک مناسب وقت کی تاک میں ہوتے ہیں سا گر یہ سب کچھ الہام نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم رات کو صبح کی تیاری کرکے سوجاتے ہیں مگر ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کل دن چڑھے گا بھی یا نہیں اباوجود اس کے ہم غیر شعوری طور پر تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہاں ہمارے علم کی نوعیت مختلف ہے۔ اور اس علم کا وجود ہمارے شعور میں موجود نہیں ہوتا۔ مگر اس حقیقت سے کیسے انکار ہو کہ علم تو موجود ہے۔

ہم الہام کے ثبوت میں کئی مثالیں دے سکتے ہیں مگر کیا حاصل، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر علمار غرب الہام کے نظریے کو مان لیں تو ایک روز انھیں وحی و نبوت کا بھی اقرار کرنا پڑے گا! ہم آخر میں یہاں ایک پاولو (Pavlov.) کا مختصر سا تجربہ بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ سائنس کے مطابق بھی الہام کی حقیقت کا ثبوت پیش کردیں۔

پاولو ایک پاروسی سائنسداں تھا جس نے یہ تجربہ کیا کہ جب حیوانات کو خوراک دینے کا وقت آتا ہے تو ان کے معدے میں چند ایک اہم لعاب اُترنے شروع ہوجاتے ہیں جو ہاضمہ کے لئے مفید ہوتے ہیں یہ لعاب خود بخود معدے میں اُتر آتے ہیں گویا معدے کو پیشتر ہی سے معلوم تھا کہ خوراک آرہی ہے۔ . . . علمائے نفسیات الہام کی حقیقت کا تو اعتراف کرنا پسند نہ کرتے تھے، بچاؤ کی یہ صورت اختیار کی کہ اُسے ایک ایسا فعل اضطراری قرار دیا جو تجربہ کی بنا پر قائم ہوتا ہے اور اس کا نام رکھ دیا (Conditioned Reflex)

ہمارے نزدیک الہام بھی ایک ایسا ہی فعل اضطراری ہے جو تجربہ کی بنا پر حاصل ہوتا ہے اور یہ فعل ہر ایک سے سرزد ہو سکتا ہے اور اس کی نوعیت تجربہ پر منحصر ہوگی۔ لہذا اس کے غلط ہونے کا بھی امکان ہے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں تو پھر اگر حیوانات کو بذریعہ الہام معلومات بہم پہنچ سکتی ہیں تو انسان کے بارے میں کیوں اس قدر تعجب ہو جو اشرف المخلوقات بھی ہے اور احسن التقویم بھی! ہم خوب جانتے ہیں کہ ماہرِ نفسیات کو اس حقیقت کا احساس ہے لیکن اگر وہ اس کا اعتراف کرلیں تو ان کا ایک بہت بڑا بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ حقیقت بہر حال حقیقت ہی رہے گی اور انھیں ایک روز ماننا پڑے گا کہ الہامی خواب بھی ایک حقیقت ہیں!

اکثر خوابوں کا موضوع اور ان کی ترکیب خود انسان کے خیالات یا اس کی خواہشات کی پیدا کردہ ہوتی ہے وہ جو چاہتا ہے خود اپنے آپ کو خواب میں دکھا سکتا ہے بعینہ اسی طرح جیسے خیالی پلاؤ خود ہی پکا لیتا ہے۔ انسان کا صورتِ حال اس بات کا مقتضی ہوتا ہے کہ اسے خیالات و خواہشات کے متعلق جواب ملے۔ یہ جواب اس کو خواب کی شکل میں نمودار ہو کر دکھائی دیتا ہے جس کی تعبیر کا وہ اہل نہیں ہوتا مگر وہ اپنی کیفیت کے مطابق اس کی تعبیر کر کے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے اور اگر وہ خواب کی تعبیر کسی دوسرے سے پوچھے جو اس کی مرضی کے خلاف تعبیر بتائے تو اُسے تلخ اور ناگوار گزرتی ہے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے خواب کی تصویر پر جو نقش و نگار ہوتے ہیں وہ حجابات اور دیگر ذہنی علامات کے مطابق ترتیب پاتے ہیں جس میں خواب دیکھنے والے کا نصب العین پنہاں ہوتا ہے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ نصب العین حجابات پر مبنی ہوتا ہے اور اسی پر انسان کی شخصیت کا دار ومدار ہے۔ اگر اس عکس کی جزوی تحلیل کی جائے تو ہمیں ہر حصے میں ایک حجاب نظر آئے گا۔ مجموعی طور پر یہ عکس نصب العین کی تائید کرے گا گویا انسانی فطرت اس کو غیر شعوری طور پر مجبور کرتی ہے کہ وہ نصب العین کی تکمیل کے لئے ایک ایسا ذریعہ اختیار کرے جو اس کی خواہشات کے بالکل مطابق ہو۔ عملی دنیا میں

یہ ناممکن ہے لہذا خواب کے اندر اس کی تکمیل بآسانی ہو جاتی ہے۔

فرائڈ اور ایڈلر کے نظریوں کے مطابق جو خواہشات عملی دنیا میں نامکمل رہ جاتے ہیں ان کا اظہار و تکمیل خواب کی زبان کرتی ہے ہمیں اس سے قدرے اختلاف ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خواب کی زبان (Dream Language) بذاتِ خود دھندلی ہوتی ہے، یا ہماری اصطلاح میں خواب کا عکس دھندلا ہوتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات جو معنی خیز جزو ہوتے ہیں یا تو وہ بھول جاتے ہیں اور یا پھر ارادتاً بھلا دئیے جاتے ہیں، کیونکہ ان سے شخصیت کے حجابات کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

ہمارے فکر کے مطابق خواب ایک دھوئیں کی مانند ہے جو صرف یہی بتاتا ہے کہ ہوا (حجابات) کا رُخ کس طرف ہے۔ البتہ دھواں یہ بھی ظاہر کر دیتا ہے کہ ایک آگ موجود ہے اور وہ کہاں ہے! یہ مقام عکس کے جزو سے معلوم ہو جاتا ہے اور جب آگ کا مقام معلوم ہو گیا تو ہم بذریعہ استخراج وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی چیز جل رہی ہے! دھوئیں کو آپ غبار یا جوش سمجھئے اور آگ کو حجاب!!! حجاب کا جو کھچاؤ ہم نے گذشتہ مقالے میں بیان کیا تھا بعینہ اسی طرح غبار اور جوش کا ایک کھچاؤ ہوتا ہے۔ عملی دنیا کا جوش خواب میں ظاہر ہو کر مختلف صورتیں اختیار کر لیتا ہے اور ہر صورت کا ایک مطلب ہوتا ہے جسے اس کی تعبیر کہتے ہیں۔ اگر ہم خواب کے مختلف حصوں کو علیحدہ کر کے ان سے متعلق خواب دیکھنے والے سوالات کریں تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ ہر حصے کی آڑ میں ایک حجاب پنہاں ہے جو ایک خوفناک قوت کی شکل میں نمودار ہو رہا ہے اور اپنے مقصد تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اس میں اس کی ایگو یا انا کو بہت دخل ہوتا ہے کیونکہ یہ عملی دنیا میں بیدار ہو چکی ہوتی ہے اور اگر عملی دنیا میں انسان فوق الانا یعنی (Super Ego) تک رسائی حاصل کر چکا ہو تو اس کا رابطہ ایک ایسی قوت سے قائم ہو جاتا ہے جو اسے ہر قسم کی خبروں سے متنبہ کرتی رہتی ہے اور اسے خواب میں پیش از وقت مستقبل کے متعلق معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ ہم اسے الہامی خواب کہتے ہیں۔

جب ہم سے ایک شخص اپنا خواب بیان کرتا ہے تو ہمیں اس کے بیان میں اس کی زندگی کا ایک غیر شعوری خاکہ نظر آتا ہے (Unconscious Life Plan.) اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو غیر محفوظ سمجھتا ہے کیونکہ اس کے ذاتی تحفظ کے نشانات جا بجا خاکے پر نظر پڑتے ہیں۔ ہم اس سے انسان کے تعلقات اور اس کے طرزِ زندگی کا بھی پتہ لگا سکتے ہیں۔ یہ تمام اثرات ذہنِ انسانی میں گھومتے رہتے ہیں تاکہ وہ اس کا حل معلوم کر سکیں۔ لیکن چونکہ عملی دنیا سے یہ چیز یا جدوجہد خیالی یا خوابی دنیا میں آچکی ہوتی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ شعور سے غیر شعور میں چلی آتی ہے اس طرح اس کا انجام خواب و خیال میں ظاہر ہوتا ہے۔ عملی لحاظ سے پھر یہ چیز بے کار ہو جاتی ہے۔

ہم نے فرائڈ کے نظریے کے متعلق تھوڑا بہت جو کچھ لکھا ہے وہ بھی سنبھل سنبھل کر لکھا ہے ہمارے نزدیک فرائڈ کی نفسیات میں افادیت کا پہلو یک قلم ناپید ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ فرائڈ کو دنیا کی ہر چیز میں جنسی جھلک نظر آتی ہے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرائڈ خود ایک جنسی حجاب (Sexval Complex) میں گرفتار تھا اور اس پر اس نے آخر دم تک قابو نہ پایا، باوجودیکہ تحلیلِ نفسی کا ماہر تھا! ہمیں ذاتی طور پر اس کی زندگی کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہیں ورنہ بہت ممکن ہے کہ اس کے بچپن کے زمانے میں اس قسم کے اثرات نمایاں ہوں اور ہم اس کی زندگی کی تحلیلِ نفسی خود اس ہی کے نظریوں کے مطابق کر کے ثابت کرتے کہ وہ بذاتِ خود جنسی حجابات کا شکار تھا۔

البتہ ایک بات روزِ روشن کی طرح صاف نظر آرہی ہے اور وہ یہ کہ فرائڈ ایک جرمن یہودی خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو جرمنی حکومت کے مختلف دوروں سے گذرا۔ جرمن یہودیوں کا اخلاق جرمنوں نے بہت پست کر دیا تھا، اول تو یہودیوں کا اخلاق ویسے ہی پست ہوتا ہے۔ جرمنوں کا جنسی رویہ یہودیوں کے ساتھ کچھ نامناسب تھا۔ ہمیں تاریخ بھی بتاتی ہے اور ہم نے اس جنگ کے دوران میں بھی یہ اکثر سنا، غالباً انہی تاثرات کے ماتحت فرائڈ نے اپنا نفسیاتی نقطۂ نگاہ جنسیات پر رکھا ہوگا

ورنہ فرائڈ کے استادوں میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ تھی جس نے ہٹلر کو مجبور کیا کہ وہ فرائڈ کی تمام کتابیں تباہ کرادے۔ ایک تو وہ اس کے قوم کے اخلاق کو پست کر رہی تھیں۔ دوسرے ان میں جرمنوں کی کرتوتوں کی جھلک تھی۔ تیسرے اس میں افادی پہلو مفقود تھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود یورپ میں فرائڈ کی نفسیات ایڈلر اور ژنگ سے بڑھ کر ہر دل عزیز تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اقوام کا اخلاق پست ہوجاتا ہے تو ان کی ہر بات میں جنسیات دخل انداز ہوتی ہیں، یہ قوم کی پستی کی علامت ہے۔

آپ ہندوستان ہی کو لیجئے۔ یہاں کے ذرا جدید ترقی پسند اردو ادب کو ملاحظہ فرمائیے۔ بڑے بڑے ترقی پسند ادیب آپ کو یہاں ملیں گے جو اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ انھوں نے اردو ادب پر بہت احسان کیا ہے جو فرائڈ کی جنسیات اس میں داخل کردی ہیں۔ اپنے آپ کو وہ ترجمانِ حقیقت کہتے ہیں مگر کمبخت یہ نہیں سمجھتے کہ اپنے حجابات کو بے حجاب کر رہے ہیں وہ افسانے لکھ کر لطف لیتے ہیں کیونکہ ان کی عملی زندگی میں وہ لطف ناپید ہے اپنے حق میں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ ایک قدرتی امر ہے اور ہم مجبور ہیں۔ کیونکہ جب قوم کا اخلاق پست ہوتا ہے تو ایسی باتیں اُبھر آتی ہیں۔ اللہ اکبر وانا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا اپنی کمزوری کو بھی مانتے ہیں مگر اپنی مجبوریوں کو ایک ایسی آڑ دیتے ہیں کہ خود بری ہوجائیں، دوسرے الفاظ میں زمانے کو برا بھلا کہا اور اپنے سر سے الزام اٹھا دیا۔ سمجھ میں نہیں نہیں آتا کہ ایسے فعل میں کیا کمال ہے؟

درحقیقت ان لوگوں کی زندگیوں کے تجربات نے ان کے اندر اتنے حجاب پیدا نہیں کئے جس قدر فرائڈ کے پڑھنے سے ہوگئے ہیں اور پھر زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ جس قدر بھی یہ جدید ادب کے پرستار اور ترقی پسند ادیب ہیں یہ اپنے آپ کو اشتراکیت پسند کہتے ہیں! ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا!! حالانکہ اشتراکیت افادیت پسند ہے اور یہ فرائڈ کے غلام افادیت سے دور بھٹکے ہوئے ہیں

اپنا تعلق کسی مذہب سے ثابت نہیں کرنا چاہتے کیونکہ پھر ان کی عریانی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ کوئی انھیں نزدیک نہیں پھٹکنے دیتا اور یہی وجہ ہے کہ اب عوام کا رویہ اُن کے لئے ایک حجاب بن کر نقلِ جوش میں اظہار کر رہا ہے اور وہ ان کی لا مذہبیت ہے۔ زمانہ بدلتے کوئی دیر نہیں لگتی، جو خود نہ سمجھ اُسے زمانے کی ٹھوکر سکھا دیتی ہے۔

آسمانی صحائف اور احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خواب دو قسم کے بیان کئے گئے ہیں۔ تیسری قسم جس کا ذکر جدید ماہرینِ نفسیات کرتے ہیں، اس کا ذکر موجود نہیں۔ یہ دو قسمیں جو ہیں تو ان میں سے ایک کو ہم الہامی خواب کہہ سکتے ہیں اور دوسرے وہ خواب جن کے سمجھنے کے لئے تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ الہامی خواب بعینہ اسی طرح واقع ہوتا ہے جیسے دیکھا جاتا ہے۔ اور اس میں تعبیر کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ان کو رویائے صالح کہہ لیجئے یا کشف روحانی۔ ہم یہاں ہر دو کی مثال احادیث سے دینا چاہتے ہیں اور بعد میں پھر ان ہی سے متعلق نفسیاتی رنگ میں ان کی تعبیر کے دلائل پیش کریں گے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے ایک
کَاَنَّ امرأۃً سوداءَ ثائرۃَ الرأس	کالی پریشان بالوں والی عورت دیکھی جو مدینہ
خرجت من المدینۃ حتی قامت بمھیعۃ	سے نکل کر حجفہ میں جا ٹھہری ہے تو میں نے
وھی الجحفۃ فاولت ان وبا المدینۃ	اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ مدینہ کی وبا وہاں
ینقل الیھا۔	بھیج دی گئی ہے۔

ہم اب کوشش کرتے ہیں کہ خوابوں کی جدید نفسیاتی تعبیر کے اصولوں کے مطابق اس حدیث کا جائزہ لیں۔ یہ خواب ظاہر ہے کشفِ روحانی یا رویائے صالح نہیں بلکہ ایک عام خواب ہے جس کے سمجھنے کے لئے تعبیر درکار ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعبیر خود ہی فرمائی۔

ہم لکھ چکے ہیں فرائڈ اور اڈلر کے اصولِ تعبیر کے مطابق تعبیر اشاری یعنی (Symbolical -) (Inter Pretation.) ہوا کرتی ہے۔ خواب کے ہر جزو یا حصہ کی مناسبت ایک خاص بات سے قائم کر لی جاتی ہے جو زیادہ موزوں معلوم ہو۔ مگر اس اصول کے لئے کوئی خاص قانون موجود نہیں تاہم یہ معتبر پر منحصر ہے کہ وہ تشخیص کے لئے کیا پسند کرتا ہے۔ مندرجہ خواب کو ہم اس کے مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس کے چار حصے ہیں جو اصولِ تعبیر کے مطابق بہت اہم ہیں اور وہ حصے یہ ہیں

۱۔ عورت

۲۔ سیاہ رنگ

۳۔ پریشان بالی۔

۴۔ حرکت و قیام

خواب میں عورت زندگی کی علامت ہے اگر صحیح و سالم ہو۔ اگر اس میں ذرا بھی نقص پیدا ہوگا تو زندگی کا مناسب پہلو بگڑا ہوا ہوگا۔ اس کا سیاہ رنگ اس کا مصیبت زدہ ہونا ظاہر کرتا ہے اور اس کا اضطراب یعنی بالوں کی پریشانی اس امر کی تصدیق کرتا ہے اس کا حرکت و قیام اس عارضے یا مصیبت کی نقل ظاہر کرتا ہے۔ عورت اگر خواب میں پریشان نظر آئے تو جدید نفسیات کے مطابق بیماری ظاہر کرتی ہے۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا ہم نے پچھلی کسی قسط میں فرائڈ کے عمل تحلیلِ نفسی کی ایک مثال دی تھی اس میں جس شخص کی تحلیل کی گئی تھی اس کا پہلا خیال جو اس نے فرائڈ پر ظاہر کیا وہ یہ تھا کہ ایک حسین عورت باغ میں چلاتی ہوئی اس کے پیچھے گھبرائی ہوئی بھاگ رہی ہے۔ اور اس خیال سے متعلق جو کچھ فرائڈ نے کہا وہ یہ تھا کہ اس کی بیوی ایک ایسے عارضہ میں لاحق ہے جس کی وجہ حیض کے دنوں میں درد ہوتا ہے یعنی اس کو (Dysmenorrhoea) کا مرض تھا۔ تو گویا اس مثال میں بھی عورت کی پریشان حالی بیماری ہی ظاہر کرتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک میں عورت حسین ہے اور دوسری میں سیاہ فام ہے اور

دوسرا فرق یہ ہے کہ ایک خواب ہے اور دوسرا خیال تھا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ خواب و خیالی میں نفسیاتی لحاظ سے بہت کم فرق ہوتا ہے ایک کو Night Dreaming. اور دوسرے کو Day Dreaming کہہ سکتے ہیں

اب حدیث کا آخری حصہ حرکت و قیام ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وبا مدینہ سے نکل کر جحفہ میں پہنچ گئی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے اصولِ تعبیر کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر درست ہو بلکہ زیادہ مناسب یہ ہوگا اگر ہم ایسا کہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولِ تعبیر ہی کے مطابق ہماری تعبیر ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ احادیث میں نفسیات کوٹ کوٹ کر بھری پڑی ہیں اور ان کے لئے ایک بہت گہرا نفسیاتی مطالعہ درکار ہے۔ ہماری نگاہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اس وقت تک دنیا میں کوئی بھی ماہرِ نفسیات پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ آپ کی زندگی کے روزمرہ کے واقعات اس امر کی روشن دلیل ہیں۔ آپ کی کوئی بات مصلحت سے خالی نہیں اور یہ مصلحت ہی زندگی کا افادی پہلو ہے۔

اس قسم کی تعبیر انسان کے ذاتی مشاہدہ اور علم پر مبنی ہوتی ہے بعض لوگ خواب کے معانی واقعہ پیش آنے سے پہلے پا جاتے ہیں اور بعض کو اس کا احساس صرف اس وقت ہوتا ہے جبکہ واقعہ پیش آجاتا ہے۔ مثلاً ہم سے ایک مرتبہ ہمارے عم محترم نے بیان کیا کہ وہ سو رہے تھے اور کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے افق پر سرخ رنگ کے بادل کبھی ابھرتے ہیں اور کبھی اترتے ہیں۔ اتنے میں کسی نے ان کو ہلا کر اٹھا دیا اور وہ جاگ اٹھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھانجا ان سے کہہ رہا ہے کہ جلدی گھر چلئے ثریا (اس کی چھوٹی بہن تھی) کی نبض کبھی بند ہو جاتی ہے اور کبھی چل پڑتی ہے اور وہ مرنے کے قریب ہو گئی ہے اس خواب کو ہم الہامی خواب نہیں کہہ سکتے کیونکہ مزید تعبیر چاہتی ہے۔ اگرچہ تعبیر انھیں خود بخود فوراً ہی معلوم ہو گئی۔

(باقی آئندہ)

تصحیح :- گذشتہ اشاعت میں جناب ماہر صاحب کی غزل "فردوسِ خیال" کا ایک مصرعہ افسوس ہے کہ غلط چھپ گیا تھا صحیح شعر یہ ہے

گریۂ شبنم سے پھولوں کو سہارا مل گیا آنسوؤں نے پھونک دی گلشن میں روحِ تازگی